جلد01شمارہ 2024،17

Article

MAQTA writting of Mah Laqa Bai Chanda in praise of Hazrat Ali

شانِ حضرت علیؑ میں لکھے مہ لقا بائی چنداؔ کے مقطعے

Dr. Muhammad Irfan Ahsan Pasha[1], Dr. Rukhsana Bibi [2]

[1] Assistant Professor of Urdu, Division of Islamic and Oriental Learning, University of Education, Lahore

[2] Assistant Professor, /coordinatorFacaluty of Humanities & Lenguages G C Women University Faisalabad *Correspondence: irfan.ahsan@ue.edu.pk

ڈاکٹر محمد عرفان احسن پاشا[1] ڈاکٹر رخسانہ بی بی [2]

[1] اسسٹنٹ پروفیسر اردو،ڈویژن آف اسلامک اینڈاورینٹل لرننگ،یونیورسٹی آف ایجوکیشن،لاہور، [2] اسسٹنٹ پروفیسر /کووارڈینیٹر، فیکلٹی آف ہیمینیٹیزاینڈ لینگو یجز، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی برائے خواتین، فیصل آباد

eISSN: 2073-3674
pISSN: 1991-7813
Received:12-٠٤-202٤
Accepted:16-٠٦-202٤
Online:٢٧-٠٦-202٤

Copyright: © 2023 by the authors. This is an access-open article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract: Mah Laqa Bai famous by her pen name CHANDA holds the distinction to be the first female poet of Urdu literature with her alphabetical anthology called DIWAN. She was a cult of era. She had many talents including poetry. She led a prosperous life and never faced problems. She was poet of a sublimated and highly refined taste. She was a very much devoted follower of Hazrat Ali (the 4th caliph of Islam). In her poetry she always praise for her spiritual mentor. Especially in every concluding couplet (called MAQTA) she describes her love and devotion for the bravest person of Islamic history. She presents a unique example of such poet in Urdu literature whose every Maqta is spared for a single theme. This article presents different aspects of the Maqtas composed by Mah Laqa Bai Chanda which categorize them to different shades of her love and devotion for Hazrat Ali.

Keywords: Mah Laqa Bai, Hazrat Ali, Maqtay, Poetry, History, Devotion,

مہ لقابائی چنداؔ کواُردو کی پہلی صاحبِ دیوان شاعرہ ہونے کااعزاز حاصل ہے۔اُردو میں مرد شعرا کے شانہ بشانہ خواتین نے بھی طبع آزمائی کی اور گیسوئے سخن کو سنوارا۔اِن میں پردہ دار گھریلو خواتین بھی شامل تھیں اوران کے ساتھ ساتھ بازار میں بیٹھنے والی عورتیں بھی شعر وسخن میں ناصرف دل چسپی رکھتی تھیں بل کہ خوش مذاق خواتین خود بھی اچھے شعر کہتی تھیں۔ امراؤجان اداؔبھی ایک ایسی ہی شخصیت تھی جسے مرزاہادی رسوانے اپنے ناول میں پیش کیا۔ایسی ہی شاعر خواتین کاتذکرہ "بہارستان ناز" میں فصیح الدین رنجؔ اور دیگر تذکرہ نگاروں نے بہت عمدگی اور خوبی سے کیاہے۔مہ لقابائی چنداؔبھی خواتین کے اسی گروہ میں شامل تھی جنھوں نے اُردو شاعری کوثروت مندبنانے میں اہم کردارادا کیااوراپنی تخلیقات کی وجہ سے اَمر ہوگئیں۔چنداؔ کاذکر عبدالباری آسیؔ کے تذکرے "تذکرۃالخواتین" قدرت اللہ قاسمؔ کے "مجموعہ نغز" اور عبدالحئی صفاؔکے "تذکرہ شمیم سخن" میں بھی ملتاہے۔[ ]

مہ لقابائی متخلص بہ چنداؔ ذی قعدہ ھ بمطابق ۱۷۶۶ء میں نواب بسالت خان بہادر آصف جاہی بخشی صرف خاص کے گھرپیداہوئیں۔چنداکی والدہ میدابی بی المعروف راج کنور بائی نواب بسالت خان کی دوسری بیوی تھیں۔ان کا تعلق حیدرآباد سے تھاجواُردو زبان کاایک اہم مرکزاور علم وفضل کے حوالے سے ہندستان بھر میں مشہور تھااور آج بھی ہے۔چنداکا تعلق ایک ایسے معزز گھرانے سے تھاجوامتدادزمانہ کاشکار ہوگیااوران کوگانے کاپیشہ اختیار کرناپڑا۔تاہم چنداؔاوراس کی والدہ چوں کہ اُمرااور رئیسوں سے منسوب تھیں اس لیے ان کی زندگی بڑے ٹھاٹ سے گزری اوران کی شاعری یازندگی میں ابتذال کاگزر نہیں۔شفقت رضوی کی فراہم کردہ معلومات پر تکیہ کرتے ہوئے ڈاکٹر سلیم اخترنے مہ لقاچندابائی کی شخصیت کاخاکہ یوں کھینچاہے:

> "چنداؔاپنے وقت کی امیر ترین خواتین میں شمار ہوتی تھی۔فنِ موسیقی،رقص اور محفل آرائی کے فن میں طاق تھی۔عمر بھر شادی نہ کی۔شاعری،تاریخ،شہ سواری،تعمیرات سے خصوصی شغف تھا۔نواب میر نظام علی خاں آصف جاہ ثانی کی منظورِ نظر تھی،اس لیے چھوٹے موٹے کومنہ نہ لگاتی"[ ]

چنداؔاپنے وقت کی نادرروزگار شخصیت تھی جس نے بیک وقت کئی علوم وفنون پر دست رس حاصل کی اوراپنے وقت کے نابغہ روزگاراساتذہ سے کسبِ فیض کیا۔شعر وشاعری میں اس کے اُستاد شیر محمد خان ایمانؔ اور موسیقی میں اُستاد خوش حال خان کلاونت تسلیم کیے جاتے ہیں۔ڈاکٹر جمیل جالبی نے بھی چنداؔ کو شیخ حفیظ الدین حفیظؔ اور قیسؔ کے ساتھ اُستاد شیر محمد خان ایمانؔ کے

قابل شاگردوں میں شمار کیا ہے۔[ ] چندآ نے شادی نہیں کی اور نہ ہی اس کی اولاد ہوئی۔ چندا کی وفات ھ بمطابق ۱۸۱۳ میں ہوئی۔

سینکڑوں سال بعد تک چندآ کا نام زندہ رہنے کی وجہ اس کی غزلیہ شاعری ہے جو اس نے اپنے دیوان کی صورت میں چھوڑی ہے۔ مہ لقا چندآ بائی کا اُردو دیوان شفقت رضوی نے مرتب کیا ہے جسے مجلس ترقی اَدب، لاہور نے اپریل ء میں طبع کیا۔ اس دیوان میں شامل تمام غزلیں پانچ پانچ شعروں پر مبنی ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ دیوان مہ لقا کے مرتب شفقت رضوی نے دیوان کی غزلوں کی کل تعداد لکھی ہے اور چندآ پر لکھنے والے باقی لوگوں نے بھی اکثر اسی پر صاد کیا ہے حالاں کہ دیوان میں حقیقی طور پر موجود غزلوں کی اصل تعداد بنتی ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر نے لکھا ہے:

"چندآ کا دیوان صرف غزلوں پر مشتمل ہے اور ہر غزل میں پانچ پانچ اشعار ہیں اور یہ مختصر دیوان اس کی تخلیقی شخصیت کی عکاسی کرتا ہے"[ ]

یہ مختصر سا دیوان چندآ کا کل کلام معلوم نہیں ہوتا بل کہ یقینی طور پر انتخاب ہے جو چندآ نے خود، ان کے اُستاد یا کسی اور نے کیا ہوگا۔ دیوان کی سب سے اہم خوبی ان کی تقریباً ہر غزل میں (ماسوائے سات غزلوں کے) حضرت علی سے محبت اور وابستگی کا اظہار ہے اور ان کی منقبت بیان کی ہے۔ ان کی تقریباً سبھی غزلوں کے مقطعے حب علی اور شان علی کے مضامین سے لبریز ہیں۔ یہ دنیا میں اپنی نوعیت کی ایک بہت کم یاب مثال ہے جہاں کسی شاعر کے تمام کلام میں پیش کیے گئے مقطعوں میں صرف ایک ہی موضوع کو پیش کیا گیا ہو۔ چندا کے مقطعوں کا بنیادی موضوع ایک ہی ہے یعنی حضرت علی کی تعریف و توصیف کرنا، البتہ ہر مقطع جناب امیر کی کسی خاص صفت، جہت یا انداز کو سامنے لاتا ہے۔ چندا نے اس کے علاوہ بھی ساقی کوثر، حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آئمہ کا ذکر برائے تبریک کیا ہے مگر ایسے مواقع صرف چند ایک ہی ہیں جیسے:

یا ساقی کوثر یہی چندآ کی دعا ہے
یہ دُور رہے ان سے جو ہے ننگ خرابات ( )

بولیں گے لوگ ساقی کوثر سے حشر میں
چندآ مئے وِلا سے ہے سرشار اب تلک ( )

چندآ کو حُبِ آل عبا جوش پر ہے یوں
ہے جس قدر زیادہ وہ سمجھے ہے کم ہنوز ( )

بجز حق کے کوئی واصف وصف آئمہ ہو

رہا چنداؔ فلک پر بھی یہی نکتہ نہاں گویا( )

مہ لقا بائی چندانے اپنی غزلوں کے مقطع میں پیش کیے گئے زیادہ تر اشعار میں حضرت علی کو ہی موضوع بنایا ہے۔چندا کی شاعری میں ایک بڑا موضوع "چنداؔ کو بخش یا علی اپنی جناب سے" ہے۔کیوں کہ وہ سمجھتی ہے کہ ایسی ہستی جسے دونوں جہانوں میں بخشش کا مقدور ہے وہ حضرت علی ہی ہیں اس لیے اسے بخشش کی درخواست ان ہی سے کرنی چاہیے۔اسی وجہ سے وہ کسی اور کے در پر جبہ سائی یا دیگر حاضر و غائب کی مدح کو روا نہیں سمجھتی۔اپنے شعروں میں بھی اس کے اپنے اسی انداز فکر کو پیش کیا ہے۔یہ مثالیں ملاحظہ کیجئے:

؎ چنداؔ کو بخش یا علی اپنی جناب سے
رتبہ جو دو جہان میں ہو اقتدار کا( )

؎کرو اب فضل سے چنداؔ کو اپنی یا علی بخشش
رہے تادوراس کے دیدہ دل سے جداغفلت( )

؎بخشتا ہے ہر گدا کو تو دو عالم یا علی
درپہ کب چنداؔ کوتیری پاسبانی ہے عبث( )

؎مجھ سے چنداؔ نہ ہوکچھ حاضر و غائب تعریف
ہیں مدد پر مرے یوں حیدر کرار کہ بس( )

؎ گنج کرم سے بخشیے مولاکچھ اس قدر
چنداؔ کوہونہ پھرکسی زردارکی تلاش( )

؎گرمی وہ ہووے حسن میں چنداؔ کے یاعلی
جلوے کواس کے دیکھ کے بس لوٹ جائے برق( )

؎دیاجوشرط تھی بخشش کی تس پر بھی ہراک دم میں
بہ رنگ مہرہے چنداؔپہ جس کی جلوہ فرمائی( )

عاجز چنداؔ پہ بھی ہووے کرم یا مرتضیٰ
بخش دودونوں جہاں میں تجھ کوسب مقدورہے( )

مہ لقا بائی چندا حضرت علی سے اپنے تعلق اور نسبت کو اپنے لیے ایک بہت بڑی سعادت سمجھتی ہے اوراس کی وجہ سے وہ تمام عالم سے بے گانہ نظر آتی ہے۔ اسے اس نسبت پر فخر بھی ہے اور یہی فخر اس کو جنت کی طمع اور جہنم کے خوف سے بھی بے نیاز کر دیتا ہے جن پر تمام علماو شیوخ کی ناصیہ سائی اور عبادات کا مدار ہے۔ جن مقطعوں میں چندانے حضرت علی سے اپنی نسبت کا اظہار کیا ہے ان میں اس کا رنگ زیادہ شوخ اور بانکا ہو جاتا ہے لیکن اس شوخی میں بھی وہ عقیدت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی نظر آتی ہے:

ناز چنداؔ کو نہ ہو کیوں نوجوانی پر فلک
جس کو ہر دم ہے بھروسہ مرتضیٰ سے پیر کا( )

نہ چنداؔ کو طمع جنت کی نے خوف جہنم ہے
رہے ہے دو جہاں میں حیدر کرار سے مطلب( )

ڈرنہ ذرہ بھر بھی چنداؔ ظلمت امکان سے
ہے ترا حامی علی دو جگ کا مظہر آفتاب( )

جناب شاہ نجف کا جو مارے دم چنداؔ
پٹک پٹک کے رہے پھن کو اضطراب میں سانپ( )

سر کو اپنے کر تصدق آکے پھر مثل گدا
تیرے در پر یا علی چنداؔ نے گائی ہے بسنت( )

چنداؔ جوکوئی ہے خدام جناب مولا
اس پہ ہے صبح و مسانام خدا صد رحمت( )

؂تم سواچنداؔ کے دل میں یاعلی
کس کی عظمت کاجلال آتاہے آج( )

؂دل سے آنکھوں سے یہ چنداؔ بجناب مولا
سرسے پا تک ہے مقصد سبھی آداب کے پیچ( )

؂گردن فرازکیوں نہ ہوچنداؔ کی یاعلی
ہے سر پہ اس کے لطف کی تیرے کلاہ شوخ( )

؂یہی اُمید ہے چنداؔ کو خوب رویوں میں
رکھے ہمیشہ ترا یا علی کرم گستاخ( )

؂ازل سے ہے اعلی مرتضی تجھ پہ فدا ہوں میں
ہراک سجدے سے چنداؔ کو ہے تیرا آستاں مقصد( )

؂اشک تو اتنے بہے چنداؔ کہ چشم خلق سے
قرۃ العین علی کے غم میں بہہ جاتی ہے نیند( )

؂مثل بلبل جو اُسے دیکھے غزل خواں کیوں نہ ہو
یا علی چنداؔ ترے گلشن سے پاتی ہے بہار( )

؂سرخ رو ہرگز نہ ہو چنداؔ کسی سے دہر میں
یہ جناب مرتضیٰ کی ہے کنیزی کا غرور ( )

؂کیوں نہ ہوں تسخیر یکسر مالک سیف وقلم
ہے مدد کو دہر میں چنداؔ کے شاہ ذوالفقار( )

ےدونوں جہاں میں کیوں نہ کرے فخر یا علی
چنداؔ کو تیرے در کا ملے ہے مدام رقص(   )

ےجناب پاک سے تیرے یہی چنداؔ کو مطلب ہے
سمجھ اپنے موالی کا مجھے مشکل کشا مخلص(   )

ےجس کو تو چاہے اسے سب چاہیں چنداؔ کوسدا
ظاہروباطن میں ہے مولائے مظہر سے غرض(   )

ےہو سکے کب جو اٹھاوے وہ کسی کی منت
بس ہے چنداؔ کوعلی تیری ہی امداد سے ربط(   )

ےہے گلشن نجف میں ترے ہاتھ یاعلی
چنداؔ سی عندلیب غزل خواں کی احتیاط(   )

یہ جائے فخرہے چنداؔ سداکنیزی میں
خداکرے کہ رکھے تجھ کومرتضیٰ ملحوظ(   )

ےچنداؔ دماغ جائے فلک پرسنے سے نام
دل میرا ہے علی کاطلب گاریاں تلک(   )

ےبیدار کیا نصیب ہے چنداؔ کا یاعلی
باغ نجف کا دیکھا ہے جو رنگ خواب میں(   )

ےبچاہی لیں گے ہریک جامحمدکے وسیلے سے
جواپنی آبرو سونپی ہے چنداؔ شاہ مرداں کو(   )

؎نہیں ہے طاق سے کسریٰ کے کچھ غرض چنداؔ
ملاہے جب سے کہ مشکل کشاکادرہم کو( )

غزل کے بیشتر مقطعوں میں چنداؔ نے حضرت علی کی مدح کو موضوع بنایاہے۔ان اشعار میں چنداؔ نے جنابِ امیرؑ کی ذاتی زندگی اور ماورائی واقعات کی صورت میں انھیں خراجِ عقیدت پیش کیاہے۔ یہاں ان کی شجاعت ،اخلاص، علم ،عدل،اور استقامت جیسی خوبیوں کا بالخصوص ذکر ملتاہے۔اس ضمن میں کہیں حسن تعلیل سے بھی کام لیاگیاہے۔ مہ لقا بائی چنداؔ مدح وستائش میں اس حدتک آگے چلی جاتی ہیں کہ وہ سالک کے خدا سے ملنے کے لیے بھی حضرت علی کی رہبری کو ہی ضروری قرار دیتی ہے۔ مسلم تصوف بھی اسی نظریے پر قائم ہے۔ صوفی ولایت کے لیے حضرت علی کی مہر لگنا ضروری قرار دیتے ہیں اور مسلم تصوف کے تمام سلسلے حضرت علی کی ذات گرامی میں ہی جاکر اکٹھے ہوتے ہیں۔ چنداؔ نے ان پہلوؤں کو یوں پیش کیاہے:

؎نہیں جز مدح مولاکے سناکوئی سخن لب سے
دل چنداؔ الٰہی مخزن اسرارہے کس کا( )

؎مجھے پاس ادب یاں تک ہے مولاکے مناقب میں
زبان خامہ کب چنداؔ سر تحریر ہو گویا( )

؎شناسائی ہوئی ذاتِ الٰہی سے توکیاباعث
تجھے چنداؔ شہنشاہ نجف کا عشق رہبر تھا( )

؎ چنداؔ جودیکھے یاعلی کعبے سے تا نجف
راہ خدامیں اس سے نہیں کچھ صواب خوب( )

؎ رہے چنداؔ نہ کیوں کر مرتضیٰ کی یادمیں ہردم
اگر کچھ مخلصی کی ہے تواس کردار میں صورت( )

یہاں بندگی شاہ نجف خوب ہے چنداؔ
ہے شاہ کوئی اس شہ عادل کے برابر(   )

چنداؔ رہے پرتوسے ترے یاعلی روشن
خورشید کو ہے درسے ترے شام وسحر فیض(   )

کب یہ وصاف ہے چنداؔتری اے شاہ نجف
پرورش تجھ سے ہے عاشق کی نباہ معشوق(   )

گرم روہے یہ دل چنداؔ نجف کو یاعلی
جس کی حسرت سے پھرے ہے چرخ پر بے تاب برق(   )

نہیں مخفی ہے حالِ دل علی سب تجھ پہ ظاہر ہے
توہے روشن گرخورشیداے چنداؔ کے رکھوالے(   )

محمد جب کریں تعریف چنداؔ کی حقیقت کیا
تمھارا کوئی رتبہ حیدر کرار کیا سمجھے(   )

قدم رستم نہ چومے کیوں کہ میدان شجاعت میں
ازل سے تاابد مشہور ہے اب جس کی مولائی(   )

چنداؔ کے نزدیک حضرت علی کی ذات گرامی مبدا فیض ہے اس لیے اس کے ہاتھ جب بھی دعا کے لیے اُٹھتے ہیں اس کی زبان پر حضرت علی کا ہی نام آتا ہے۔ اثنا عشری نظریات کی وجہ سے چنداؔ اپنی زندگی میں ہر طرح کی بہتری کے حصول اور ہر پریشانی اور دقت سے بچنے کے لے اہلِ بیت اطہار اور بالخصوص حضرت علی سے ہی رجوع کرتی ہے اور ان کے سامنے ہی مستدعی ہوتی ہے۔ چنداؔ کے مقطعوں میں شامل اشعار میں ایسے دعائیہ اشعار کی تعداد بھی کافی ہے لیکن خاص بات یہ ہے کہ ہر شعر میں دعا کے مخاطب حضرت علی ہی ہیں۔ ایسے چند اشعار حسبِ ذیل ہیں:

ےچنداؔ کوتم سے چشم یہ ہے یاعلی کہ ہو
خاک نجف کو سرمہ ابصار دیکھنا( )

ےدعایہ ہے موالی کی تصدق سے آئمہ کے
رکھے سائے میں اپنے لطف کے تجھ کوعلی مولا( )

ےیا علی حشر میں دو چنداؔ کو
آب کوثر کی خوش گوار شراب( )

ایسی ہوا بندھی رہے چنداؔ کی یاعلی
باصد بہار دیکھے جہاں کی بہار خوب( )

میدانِ حشرمیں تم چنداؔ کے کام آنا
بس التجاہے اتنی دُل دُل سوار ہر شب( )

کرکے چنداؔ توجبیں سائی شہ مردان سے
مانگ لے دولت کونین عنایات کے وقت( )

یا علی کیجیے فردوس میں چنداؔ کوعطا
لعل کاقصرکہ ہووے جسے باب یاقوت( )

یاعلی چنداؔ کوہے یہ مدعااللہ سے
عیش ہووے روزوشب میرے سیہ خانے کے بیچ( )

یہ ہی مداروقصدومطلب ہے یاعلی
چنداؔ پہ لطف ورحم ہوہردوسراکے بیچ( )

غرض چنداؔ کوہے کیاشش جہت سے
دکھادے اب نجف کامرتضیٰ رخ(   )

مجھے دوسرخ روئی دوجہاں میں اپنی بخشش سے
سدامولاسے چنداؔ مانگتی ہے یہ دعاہے خود(   )

برائے مدعاچنداؔ کایاشاہ نجف جلدی
یہ کرناعرض حشمت آستاں پرسرکودھرقاصد(   )

یہی دعاہے کہ چنداؔ کادل علی ولی
ترے کرم سے رہے شام اورسحرمحظوظ(   )

عرض سرکارمرتضیٰ میں یہ ہے
پائے دونوں جہاں کاچنداؔ مال(   )
معروضہ یہ چنداؔ کاہے اب شاہ نجف سے
دیکھیں نہ کبھی گردشِ افلاک سے غم ہم(   )

روشن رکھوجہان میں مولامثال مہر
چنداؔ کے منھ سے نورکوتم دورمت کرو(   )

مدعاپائے گی چنداؔ کہ ابھی بہردعا
درگہ شاہ نجف میں تواٹھاہاتھوں کو(   )

یاعلی قلزم خوں خوارہے دنیامشہور
کھاوے چنداؔ نہ کبھی اس کے بھنورمیں غوطہ(   )

آئی چنداؔ آپ کے درپرہے یوں دویاعلی
تکمے ہوں الماس کے اور لعل کے بالے پڑے(   )

چنداؔ کواب دکھائے دیداریاعلی
طاقت نہیں رہی ہے اسے انتظارکی(   )

یہی عرض میری ہے مولاعلی
تراسایہ چنداؔ کے سرپررہے(   )

جس طرح انگریزی شاعری میں شعراشاعری، موسیقی اور رقص کی دیوی میوز(MUSE) کو پکارتے ہیں اور اس سے مدد طلب کرتے ہیں اسی طرح چنداؔ اپنے فن اور ہنر میں بہتری اور اپنی زندگی میں علو و ترفع کے لیے حضرت علی کی ذات گرامی سے اُمید رکھتی ہے اور مدد کی طالب ہوتی ہے۔اس کے علاوہ دنیااور دین میں کامیابی، لطف وآرام اور عنایات کے لیے بھی اس کی اُمید کی ڈور حضرت علی کی ذات گرامی سے بندھی ہے اور وہ تمام دنیوی اور دینی معاملات میں حاجت روائی کی اُمید ان ہی سے رکھتی ہے۔اُمید ورجاکے موضوع پر حاجت روائی کی امید کے حامل مقطعے ملاحظہ کیجیے:

؎یا علی تم سے ہے چنداؔ کویہ اُمید قوی
دین ودنیامیں رہے لطف سے آرام کے بیچ(   )

؎چنداؔ کویہ اُمیدہے یا مرتضیٰ علی
صدقے میں دے حسین کے موتی سے خوان بھر(   )

؎توقع ہے یہی چنداؔ کوہردم دین ودنیامیں
نہیں بھولے گی یامولاتجھے امدادسے ہرگز(   )

؎کوئی طالب کسی شے کاہولیکن دل کوچنداؔکے
جناب مرتضیٰ سے ہے سداآرام کی خواہش(   )

؎آرزوہے یہی چنداؔ کو محب مولا
دیکھنے سے نہ کرے تاکسی زوار کے منع(   )

؎میداں میں کوئی گوئے سخن تجھ سے لے نہ جائے
چنداؔ اُمید رکھ شہ دلدل سوار سے(   )

؎یہی خوان کرم سے ہے سدااُمید چنداؔ کو
کسی کی بھی نہ ہو محتاج تم سے یہ تمنا ہے(   )

چنداؔ کو یقین ہے کہ وہ جتنی بھی گنہ گار ہو یا جتنی بھی عصیاں پرور ہو حضرت علی اس کی شفاعت فرمائیں گے اور روزِ محشر جب تمام انسانوں کا حساب کتاب ہو گا تو وہ جنت کے سردار ہونے کی حیثیت میں اس کو خدا تعالیٰ سے معاف کروانے میں اہم کردار ادا کریں گے بل کہ وہ انھیں دنیا میں بھی حاضر و ناظر تسلیم کرتی ہے جو دنیا کے تمام معاملات میں اس کی اعانت کو موجود ہیں اور ہر مشکل گھڑی میں اس کی ہمہ وقت دست گیری اور مشکل کشائی کرتے ہیں۔ایسے مضامین کے حامل چند مقطعوں کا رنگ ملاحظہ کیجیے:

؎بہ یمن آل احمد ہے یقیں چنداؔ کو محشر میں
کہ ہوویں جرم بخشی کو علی مرتضی باعث(   )

؎ہووے چنداؔ بھی وہ روضے کے تصدق یاشاہ
روزوشب شمس وقمر جس پہ ہیں زوار کی
طرح(   )

؎یاعلی چنداؔ کو ہووے صفحہ دنیا پہ نقش
جس قدر شاہوں کا قائم ہے نگیں پر نام سرخ(   )

؎حضرت آدم سے چنداؔ حشر تک مشہور ہو
بس جناب مرتضیٰ کی رہنمائی کی خبر(   )

چاہیے کونین میں دست حمایت یاعلی
ساتھ چنداآاپنے لے ایمان کی آتی ہے شمع(   )

بے شک وریب یاعلی ہرایک جان پر
چنداآکوبس ہے تےری عنایات کی طرف(   )

چنداآ کی ہے یہ عرض کہ دونوں جہان میں
اپنی طرف ہی رکھیو مرا بوتراب دل(   )

چنداآ کوآرزوہے یہی اس کے لطف سے
یا مرتضیٰ علی ولی ہو نظر کہیں(   )

چشمِ اُمیدہے یہی چنداآ کوروزوشب
میری طرف نگاہِ کرم مرتضیٰ کرے(   )

پہادوں نامہ اعمال چنداآ بحرجوشش میں
جومیری جرم بخشی کوعلی سامئے فروش آئے(   )

کونین میں یہی ہے تمناکہ یاعلی
چنداآ پہ حق کرم سے ترے مہرباں رہے(   )

جہاں چنداآاپنے لیے دنیااور آخرت کی کامیابی کے لےے حضرت علی سے مدد مانگتی ہے اوران سے دعاکر کے اپنے درجات دنیوی واخروی کوبلند کرنے کی خواست گارہے وہیں اپنے دشمن ،بدخواہ اورعدو کی بربادی کے لےے بددعابھی کرتی اوراس مرتبہ بھی روئے سخن حضرت علی کی طرف ہی کرتی ہے۔یعنی وہ تسلیم کرتی ہے کہ اس کی بہتری کے لیے حریفوں اوردشمنوں کی بربادی ضروری ہے۔وہ اپنے آپ کوان پرفتح پانے کے قابل نہیں سمجھتی اس لیے مدد کی خاطر حضرت علی کوپکارتی

ہے۔ایسے اشعار کی تعداد اگرچہ بہت کم ہے لیکن یہ چنداکے ایک اہم نظریے کی عکاسی ضرور کرتے ہیں۔اس ضمن میں چند مقطعے بہ طور مثال دیکھیے:

ے تم سے یہ توقع مرے مولاہے جہاں میں
چنداؔ کرے اعداکے تیئں اپنے صداصید( )

ے یہ مدعاہے مراتم سے یاعلی ہوقبول
عدوکی شام یہ چنداؔ کی ہوسحر صیاد( )

ے چنداکے خیرخواہ کوعزت ہویاعلی
اس کاسدارہے سربدخواہ سوئے تیغ( )

چنداؔ حضرت علی پر سوجان سے صدقے اورقربان ہے۔تصدق کا یہ احساس اس کی ساری شاعری میں جا گزیں رہتاہے۔وہ سمجھتی ہے کہ اگراس کی جان حضرت علی پر نثار ہو جائے تواس کے لیے سب سے بڑی سعادت ہواوراس کی زندگی کااس سے بہتر کوئی اور مصرف ہو ہی نہیں سکتا۔چنداؔ کے اس احساس اور تصدق بر علی کی حقیقی تصویر دیکھنے کے لے ے دیوانِ مہ لقابائی چنداؔ میں تصدق کے حامل اشعار دیکھیے:

ے نہ ہوسوجان سے تجھ پر تصدق یاعلی کیوں کر
یہ دل ہے نام پر چنداؔ ترے بے گفت گو عاشق( )

ے چنداؔ نہ ہووے کیوں ترے قربان یاعلی
توجان عندلیب ہے تواعتبارِ گل( )

ے تصدق جان ودل سے دین سے ایمان سے اپنے
ہے چنداؔ اپنے مولاکی توہوخورشید پر شبنم( )

؎نذر ہم کرتے ہیں چنداؔ بے تکلف اپنا دل
گر موالی کو علی کے ہووے درکار آئینہ ( )

؎چنداؔ نے یا علی ولی نام پر ترے
صدقے کیا ہے جان کو دل بھی نثار ہے ( )

؎سو جان سے ہو گی وہ تصدق مرے مولا
چنداؔ کی جو کونین میں امداد کرو گے ( )

حُبِ علی چنداؔ کی زندگی اور شاعری کا مرکزی نقطہ ہے۔اس نے زندگی میں بھی حُبِ علی اور اہلِ بیت سے محبت کو اپنا وتیرہ بنائے رکھا اور یہی بات اس کی تمام تر شاعری میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس نے منقبت کی مستقل حامل غزلوں کو تخلیق کر کے ایک ایسی مثال قائم کی ہے جو اُردو شاعری میں نہ تو اس سے پہلے دیکھی گئی اور نہ ہی اس کے بعد دیکھنے کو ملی یعنی وہ اپنے انداز کی موجد بھی ہے اور خاتم بھی۔اُس نے جس طرح تقریباً ہر غزل میں بالالتزام مقطعے کو حُبِ علی کے لیے وقف کر رکھا ہے وہ اسے ایک اہم اور منفرد مقام عطا کرتا ہے اور اسے اس طرز کی واحد شاعرہ بنا دیتا ہے:

؎مجھ کو خواہش نہیں چنداؔ جفر جامع سے
دل پہ ہے حُبِ علی کا مرے کامل تعویز ( )

؎یہ دو آنکھیں تو کیا ہوں چار پر چنداؔ کو خواہش ہے
جناب مرتضیٰ میں ہو چلے سر تا قدم نرگس ( )

؎تحقیق کیا ہم نے بجز شاہ نجف کی
چنداؔ کو تمنا نہیں واللہ کسی کی ( )

چنداؔ حضرت علی کو دادرس، گرہ کشا، فریاد گوش اور مشکل کشا تسلیم کرتی ہے۔اُس کے مطابق اس کی ہر مشکل کا حل حضرت علی کے پاس ہے۔چناں چہ اپنی غزلوں میں وہ جہاں کہیں بھی اپنی کسی مشکل کا ذکر کرتی ہے وہ اس کے حل کے لیے حضرت علی کی طرف ہی راجع ہوتی ہے۔چنداؔ کا ماننا ہے کہ اس کی مشکل کو حضرت علی کے علاوہ کوئی نہیں ٹال سکتا اسی لیے وہ اپنی

داد و فریاد لے کر کسی اور دَر پر جانے کی روادار نظر نہیں آتی۔ذیل میں پیش کے ے گئے مقطعوں میں وہ اپنے ان ہی خیالات اور رجحانات کو مختلف زاویوں سے بیان کرتی ہیں:

چندآ کی عرض ہے یہی عالی جناب سے
عقدے کو حل کریں مرے مشکل کشا کہیں( )

کرو مشکل کشا مشکل کشائی جلد چندآ کی
نکلتا منھ سے ہے ہردم یہی بے اختیاری میں( )

چندآ کو دو جہان کی خوبی نصیب ہو
کھولے کرم سے اپنے جو مشکل کشا گرہ( )

نہ ہو چندآ زمانے میں کسی سے ملتجی ہرگز
جو کہنا ہے تجھے کہہ شبر شبیر سے اپنے( )

حال دل کس سے یہ چندآ کہے ہر مشکل میں
یا علی تیرے سوا کوئی مددگار بھی ہے( )

نہیں کچھ حاجت تقریر چندآ سب پہ روشن ہے
سوائے مرتضیٰ کے کون اب فریاد کو پہنچے( )

کرو امداد فضل حق سے یا مشکل کشا میری
سدا کونین میں چندآ کو اب آرام سے گزرے( )

چندا کی شاعری میں حضرت علی کے ساتھ نیاز مندی، عقیدت ،کنیزی کے جذبات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ جہاں چندا حضرت علی کا ذکر کرتی ہے اس کے الفاظ اور لہجہ گہری عقیدت میں ڈوب جاتا ہے۔یہی نیاز مندی جنابِ امیر اسے کعبے کی بجائے نجف اشرف کی سمت جانے کی راہ سجھاتی ہے۔اسی عقیدت مندی کو وہ وفا کا اصلِ اصول سمجھتی ہے اور اسی کنیزی کو وہ اپنی دنیاوی برتری کی وجہ سمجھتی ہے۔وہ اپنی زندگی میں اسی دن کو شمار کرنے کی روادار ہے جو یادِ علی میں

بسر ہو۔ مہ لقا بائی چنداؔ کی غزل کے مقطعوں کی چند مثالیں ملاحظہ کیجیے جن میں اُس کی حضرت علی سے عقیدت اور نیاز مندی کھل کر سامنے آتی ہے:

یا علی خط کنیزی ہے جو چنداؔ نے لکھا
ہووے زوار نجف ہے یہ نمایاں کاغذ( )

چنداؔ سمجھ کے کعبہ دل یا علی ولی
اس کو سوائے طوف نجف مدعا نہیں( )

باغ باں سے نہیں منت پہ نیازِ مولا
دل کے واشدسے ہے چنداؔ کے ارم آنکھوں میں( )

کنیزی سے ہے مرتضیٰ کی میسر
جو چنداؔ پہ لطف اتم دیکھتے ہیں( )

کٹے ہے دم یہ جو چنداؔ کا یادِ مولا میں
گنے ہیں عمر میں اپنے وہ ہی شمار کا دن( )

جب سے کہتے ہیں یہ چنداؔ کو موالی علی
حیدرآباد میں اک اہل وفا رہتا ہے( )

\-

حوالہ جات

۔ شفقت رضوی، مرتب؛دیوان مہ لقا بائی چندا؛لاہور؛ مجلسِ ترقیِ اَدب؛ ئ؛ص ۔

۔ سلیم اختر،ڈاکٹر؛اُردو اَدب کی مختصر ترین تاریخ؛لاہور؛سنگ میل پبلی کیشنز؛ (چھبیسواں ایڈیشن)ص ۔

۔ جمیل جالبی،ڈاکٹر؛تاریخ اَدب اُردو؛لاہور؛ مجلس ترقی اَدب؛ ئ(طبع ششم)؛ص ۔

۔ سلیم اختر،ڈاکٹر؛اُردو اَدب کی مختصر ترین تاریخ؛لاہور؛سنگ میل پبلی کیشنز؛ (چھبیسواں ایڈیشن)ص ۔

۔ تمام مقتبس اور محولہ اشعار کے آخر میں بریکٹ() میں دیوان مہ لقا بائی چنداؔ: مرتبہ شفقت رضوی کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔ طوالت اور تکرار کے خوف سے ان کو حواشی میں الگ نمبر کی ذیل میں شامل نہیں کیا گیا۔